

## 294684- لائف انصورنس کی شرط پر قرض لینے کا حکم، اگرچہ انصورنس عملی طور پر نافذ نہ ہو

سوال

میں سرکاری ادارے میں کام کرتا ہوں، ادارے کی جانب سے گاڑی کی خریداری، مکان خریداری جیسی مختلف صورتوں میں قرض دیا جاتا ہے، اس قرض کی واپسی ماہانہ تنخواہ سے کٹوٹی کر کے ہوتی ہے اور اس میں کسی قسم کا لفظ نہیں لیا جاتا۔ قرض کے اس معاملے میں اشکال یہ ہے کہ جس معاملے پر ہم دستخط کرتے ہیں اس میں ایک شق لائف انصورنس کی بھی ہے، حالانکہ وہ نافذ العمل بھی نہیں ہے، تو میں آپ سے امید کرتا ہوں کہ ایسے قرض لینے کا کیا حکم ہے؟

پسندیدہ جواب

اگر قرض حصہ ہو تو گاڑی یا مکان کی خریداری کے لیے قرض لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس صورت میں قرض خواہ کو اجر بھی ملے گا۔

تاہم قرض کے لائف انصورنس سے مشروط کرنا جائز نہیں ہے؛ کیونکہ اس سے حرام معاملے میں ملوث ہونا پڑتا ہے۔

دائی فتویٰ کمیٹی کے فتاویٰ : (8/15) میں ہے کہ :

"زندگی کی انصورنس، کمرش انصورنس میں شامل ہوتی ہے اور یہ حرام ہے؛ کیونکہ اس میں جمالت، دھوکا دہی، اور لوگوں کا مال باطل طریقے سے ہتھیانا شامل ہے۔ عبد اللہ بن غدیان، عبد الرزاق عفیفی عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز" ختم شد اس بارے میں مزید کے لیے آپ سوال نمبر : (30740) کا جواب ملاحظہ کریں۔

آپ نے بتایا کہ زندگی کی بیس پالیسی کی شق پر عمل نہیں ہوتا، تو اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو یہ پالیسی کے بغیر ہی قرض مل جاتا ہے، تو ایسی صورت میں قرض لینے پر کوئی حرج نہیں ہے، نیز معاملے میں اس شرط کے پائے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا؛ کیونکہ اصل ممانعت تو انصورنس کروانے پر ہے، تو اگر آپ کو انصورنس کروانے پر مجبور نہیں کیا جاتا تو قرض لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہاں انصورنس کا ذکر کا لعدم ہے، اس لیے جب تک اس شرط پر عمل نہیں کیا جاتا تو اس معاملے پر دستخط کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس کے لیے سیدہ عائشہ کی حدیث سے دلیل مل سکتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء بربر کے واقعے میں فرمایا تھا: (تم بربرہ کو خرید لو اور اس کی ولاء کی شرط ان کے حق میں قبول کر لو؛ یقیناً ولاء تو اسی کے لیے ہوتی ہے جو غلام کو آزاد کرے) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی کیا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کیا اور حمد و شکر کے بعد فرمایا: (بعد ازاں: کچھ لوگ ایسی شرائط لگانے لگے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں میں کوئی بھی ایسی شرط جو کتاب اللہ میں نہیں ہے تو وہ باطل ہے، چاہے سو شرطیں بھی کیوں نہ ہوں، اللہ کا فیصلہ حق ہے، اور اللہ کی بتلائی ہوتی شرائط ٹھووس ہیں، اس لیے ولاء اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے) اس حدیث کو امام بخاری : (2168) اور مسلم : (1504) نے روایت کیا ہے۔

تونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ کو ایسی باطل شرط پر موافق تکی اجازت دی جس کو بعد میں مانا ہی نہیں تھا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کتھے میں :

"ایک گروہ نے ایک تیسرا جواب بھی دیا ہے جو کہ امام احمد وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے کہ: لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ہماری یہ شرط منوع ہے، تونبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کے بعد بھی انہوں نے اپنے اس معاملے کو جاری رکھا، اس لیے اس شرط کا پایا جانا کا لعدم ہو گیا۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ کو فرمایا: آپ کا ان کے حق میں ولاء قبول کرنا آپ کو نقصان نہیں دے گا؛ کیونکہ آپ کے شرط قبول کرنے سے ولاء کی شرط لا گو نہیں ہو جائے گی؛ اس سے صرف اتنا ہو گا کہ مشتری بالع کو شرط لٹکانے کی اجازت دے رہا ہے کیونکہ بالع نے لوہگی فروخت کرنی ہی اس شرط کے ساتھ تھی، نیز مشتری کو بتلا دیا گیا کہ اس قسم کی شرط سے کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ تو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کو اس قسم کے معاملے میں ملوث ہونے کی اجازت ہے۔

ایسی شرائط کو قبول کرنے کا مطلب صرف خریداری کی رغبت کا اظہار ہے اگرچہ بالع اپنے تین شرط لگا رہا ہے۔ انسان ایسی شرط کو قبول کر کے ان کے ساتھ لین دین میں شامل تو ہوتا ہے لیکن یہ شرط موثر نہیں ہوتی۔

اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ اس قسم کی شرائط فاسد ہوتی ہیں؛ عقد فاسد نہیں ہوتا۔ یہی موقف درست ہے۔ اس کے قائلین میں ابن ابی لیلی سمیت امام احمد سے منقول دوروایتوں میں سے مضبوط ترین روایت بھی اسی موقف کے مطابق ہے۔ "ختم شد  
"مجموع الفتاوی" (338/29)

واللہ اعلم